مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح کے خصائص وامتیازات

(تعارف و تجزیہ)

مصباح الحسن *

حافظ عبدالباسط خان **

قرآن پاک کے بعد حدیث مبارکہ دوسرا ماخذ دین ہے۔ اس کی اسی بنیادی اہمیت کے پیش نظر اس کی کتابت کا سلسلہ دور رسالت ہی سے شروع ہو گیا۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص کا صحیفہ الصادقہ، حضرت علی المرتضی کا صحیفہ جس میں زکوۃ، صدقات اور دیت وغیرہ کے مسائل تھے اور حضرت ابوہریرہ کا اپنے شاگرد ھمام بن منبہ کو لکھوایا ہوا صحیفہ صحیحہ، جو کہ صحیفہ ھمام بن منبہ کے نام سے مشہور ہے، اس کی واضح مثالیں ہیں۔ دور صحابہ و تابعین کے بعد دوسری صدی ہجری میں اس کی باقاعدہ تدوین کا آغاز ہوا چنانچہ اس دور میں امام مالک بن انسؒ (م۔۱۷۹ھ) نے احادیث کو باب وار ترتیب دے کر حدیث مبارکہ کا پہلا مجموعہ موطا پیش کیا۔ اس کے علاوہ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابتؒ (م۔۱۵۰ ھ) نے اپنی مرویات کو کتاب الآثار کے نام سے پیش کیا جس کو ان کے قابل فخر تلامذہ نے الگ الگ روایت کیا۔ ان کے علاوہ دوسری صدی ہجری کی دیگر کتابوں میں سنن ابو الولید (۱۵۱ھ)، جامع سفیان ثوری (۱۶۱ھ) مصنف ابی سلمہ (۱۶۷ھ)، مصنف ابی سفیان (۱۹۷ھ)، جامع سفیان بن عیینہ (۱۹۸ھ) شامل ہیں۔ تیسری صدی ہجری میں امام احمد بن حنبلؒ (م۔۲۴۱ھ) کی مسند، امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ (م۔۲۵۶ ھ) اور امام مسلم بن حجاج قشیریؒ (م۔۲۶۱ھ) کی صحاح، امام محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ (م۔۲۷۹ھ) کی جامع، محمد بن یزید ابن ماجہؒ (م۔۲۷۳ھ)، امام ابو داؤد سلیمان بن اشعثؒ (م۔۲۷۵ھ) اور امام احمد بن شعیب نسائیؒ (م۔۳۰۳ھ) کی سنن قابل ذکر ہیں۔ (۱)

جمع و تدوین حدیث کے بعد ان مدون شدہ مجموعوں سے احادیث کے منتخبات کا دور شروع ہوا۔ جن میں امام زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی المنذریؒ (م۔۶۵۶ھ) کی الترغیب والترہیب، امام یحییٰ بن شرف نوویؒ (م۔۶۷۶ ھ) کی ریاض الصالحین اور امام ولی الدین خطیب تبریزیؒ (م۔۷۴۲ھ) کی مشکوٰۃ کو بہت شہرت ملی۔ منتخبات کے ساتھ ساتھ کتب احادیث کی شروحات کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ چنانچہ

*پی ایچ ڈی اسکالر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی لاہور، پاکستان

**اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پنجاب یونیورسٹی لاہور، پاکستان

باقی کتب احادیث کی طرح مشکوٰۃ المصابیح کی بھی تالیف سے لے کر اب تک متعدد شروحات لکھی گئیں جن میں علامہ شرف الدین حسین بن محمد الطیبیؒ (م ۷۴۳ ھ) کی الکاشف عن حقائق السنن المعروف شرح الطیبی، علامہ علی بن سلطان محمد القاری (م ۱۰۱۴ھ) کی مرقاۃ المفاتیح اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی (م۔۱۰۵۲ھ) کی فارسی شرح اشعۃ اللمعات اور عربی شرح لمعات التنقیح زیادہ مشہور ہیں۔ لیکن مرقاۃ المفاتیح ان تمام شروحات میں سے بہت زیادہ مقبول اور متداول و متعارف ہے۔ اس کو دسویں صدی ہجری کے ایک بلند پایہ محدث علی بن سلطان محمد القاریؒ المعروف ملاعلی قاریؒ (م۔۱۰۱۴ھ) نے لکھا۔ مرقاۃ المفاتیح اور صاحب مرقاۃ کے تعارف سے پہلے ضروری ہے کہ مشکوٰۃ المصابیح اور صاحب مشکوٰۃ کا تعارف کروایا جائے۔

مشکوٰۃ المصابیح:

احادیث مبارکہ کے منتخبات میں سے مشکوٰۃ المصابیح ایک اہم انتخاب ہے جسکو شیخ ولی الدین محمد بن عبد اللہ تبریزیؒ (م۔۷۴۲ھ) نے مرتب کیا۔ آپ سے پہلے ابو محمد محی السنہ حسین بن مسعود الفراء البغویؒ (م۔۵۱۰ھ) نے مصابیح السنہ کے نام سے حدیث مبارکہ کا ایک مجموعہ تیار کیا۔ امام بغویؒ جمادی الاول ۴۳۳ھ میں پیدا ہوئے۔ خراسان کے شہر بغ یا بغشور کی طرف نسبت کی وجہ سے بغوی کہلائے آپ کا لقب محی السنہ تھا۔ آپ کی تفسیر، حدیث اور فقہ میں متعدد کتابیں ہیں۔ جن میں اہم اور مشہور معالم التنزیل، جو کہ تفسیر بغوی کے نام سے مشہور ہے، التھذیب، مصابیح السنہ، شرح السنہ، شرح الترمذی، فتاوی بغوی اور الکفایہ فی الفروع ہیں۔ آپ کے سن وفات سے متعلق ۵۱۰، ۵۱۶ اور ۵۲۰ ھ کی مختلف روایتیں ہیں (۲) آپ نے اپنی کتاب المصابیح میں احادیث کی اسناد کو حذف کر دیا تھا اور راوی حدیث کا ذکر نہ کیا جس پر لوگوں نے اعتراض کیا چنانچہ شیخ ولی الدین تبریزیؒ نے اس کمی کو پورا کرتے ہوئے المصابیح کی تکمیل کرتے ہوئے مشکوٰۃ المصابیح مرتب کی جس میں ہر حدیث میں راوی کا ذکر کیا۔ آپؒ نے کتب اور ابواب المصابیح کی طرز پر ہی رکھے اور ہر باب کو زیادہ تر تین فصول میں تقسیم کیا لہٰذا کچھ ابواب ایسے بھی ہیں جن میں تین سے کم فصلیں ہیں۔ فصل اول میں بخاری و مسلم یا ان میں سے کسی سے مروی احادیث کا ذکر کیا۔ فصل دوم میں ان روایتوں کا ذکر کیا جن کو بخاری و مسلم کے علاوہ باقی آئمہ نے روایت کیا۔ تیسری فصل میں باب سے مناسبت رکھنے والی متقدمین یا متاخرین علماء سے منقول احادیث کا ذکر کیا گیا ہے۔ (۳) یعنی اس میں یہ پابندی نہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کی حدیث مرفوعہ ہی ہو بلکہ اس میں احادیث مرفوعہ کے علاوہ صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے حضرات کے وہ اقوال، افعال اور تقریرات

جو باب کے مناسب ہو وہ بھی درج کر دی گئی ہیں۔ اس تیسری فصل کا اضافہ صاحب مشکٰوۃ نے کیا یہ مصابیح میں نہ تھی۔ مصابیح میں صرف اول اور ثانی قسم ہی تھی اسے بھی فصل کے عنوان سے بیان نہ کیا تھا بلکہ اول کو جسے شیخین یا دونوں میں سے ایک نے روایت کیا تھا اپنے قول میں من الصحاح کا عنوان دیا اور دوسری قسم جسکو شیخین کے علاوہ آئمہ نے روایت کیا من الحسان کے عنوان سے ذکر کیا۔ دوسری قسم کو حسان کا نام دینا صاحب مصابیح کی جدید اصطلاح ہے ورنہ دوسری قسم میں صحیح اور ضعیف احادیث بھی ہیں (۴)

صاحب مشکٰوۃ نے یہ کام اپنے شیخ حسین بن محمد الطیبیؒ کے مشورے سے کیا۔ جیساکہ علامہ الطیبیؒ مشکٰوۃ کی شرح میں ذکر کرتے ہیں

و کنت قبل قداستشرت .... ولی الدین محمد بن عبد الله الخطیب بجمع اصل من الاحادیث المصطفویة، علی صاحبها افضل التحیة و السلام فاتفق راءینا علی تکملة المصابیح و تهذیبه و تشذیبه و تعیین رواته ونسبة الاحادیث الی الائمة المتقین فما قصر فی ما اشرت الیه من جمعه فبذل وسعه و استفرغ طاقته فیما رمت منه(۵)

مجھ میں اور میرے دینی بھائی محمد بن عبداللہ خطیب میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی احادیث کے ایک مجموعے کو مرتب کرنے کا مشورہ ہوا اور طے پایا کہ مصابیح کا تکملہ لکھا جائے اور اس کو از سر نو مرتب کیا جائے، اس کے راویوں کا ذکر کیا جائے اور جن پرہیزگار آئمہ نے ان احادیث کو ذکر کیا ان تک اس کی نسبت کی جائے چنانچہ انہوں نے میری خواہش کے مطابق پوری محنت اور جانفشانی سے یہ مجموعہ مرتب کیا۔

مشکٰوۃ کی وجہ تسمیہ کے بارے میں علماء نے مختلف اقوال ذکر کیے ہیں چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے نزدیک جسطرح مشکٰوۃ یعنی طاقچہ میں چراغ رکھا جاتا ہے اسی طرح کتاب المصابیح کو مشکٰوۃ میں جمع کر دیا گیا لہذا اس کا نام مشکٰوۃ المصابیح رکھا گیا یا وہ احادیث مبارکہ جو اس کتاب میں ذکر کی گئی ہیں وہ مصباح یعنی چراغ ہیں پس یہ کتاب طاقچہ کی طرح ہے جس میں احادیث مبارکہ کے متعدد چراغوں کو رکھ دیا گیا ہے۔

قد عرفت ان مشکوٰة هی الکوة الغیر نافذه فی الجدار التی یوضع فیها المصباح فوجه التسمیه یوضع المصباح فی الکوه کذالک وضع کتاب المصابیح فیها وتشمل علیه اشتمال المشکاة علی المصباح، او لان الاحادیث التی ذکرت فی هذا الکتاب کل منها کاالمصباح فهذاالکتاب کاالکوه التی وضع فیها المصابیح المتعدده (۶)

صاحب مشکٰوۃ کا تعارف:

مشکٰوۃ المصابیح کے مولف کا نام محمد بن عبد اللہ الخطیب العمری التبریزی ہے۔ آپکی کنیت ابو عبد اللہ اور لقب ولی الدین ہے۔(۷) آزربائیجان کے علاقے تبریز سے تعلق کی وجہ سے تبریزی کہلائے۔

آپ کی ولادت کا سال معلوم نہیں لیکن اتنا معلوم ہے کہ آپ نے ۷۳۷ھ میں مشکوٰۃ مکمل کی۔ آپ کے شیوخ کی فہرست میں نمایاں نام حسین بن محمد الطیبیؒ کا ہے جن کی تحریک سے آپ نے مشکوٰۃ المصابیح مرتب کی۔ اپنی دوسری مشہور تصنیف الاکمال فی اسماء الرجال میں آپ ان کا ذکر درج ذیل القابات سے یوں کرتے ہیں۔

شیخی ومولای سلطان المفسرین، امام المحققین شرف الملۃ و الدین حجۃ اللہ علی المسلمین الحسین بن عبداللہ بن محمد الطیبی متعہ اللہ بطول بقائہ (۸)

آپکی بلند پایہ کتب مشکوٰۃ المصابیح اور الاکمال فی اسماء الرجال ہے۔ علم حدیث اور احوال الرجال میں آپ بلند مقام رکھتے تھے۔ آپکی علمی فضیلت و قابلیت کی وجہ سے آپکے شیخ علامہ الطیبی بھی آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اپنی شرح مشکوٰۃ میں آپ کو عظیم القابات سے نوازتے ہوئے لکھتے ہیں

الاخ فی الدین، المساھم فی الیقین، بقیۃ الاولیاء ،قطب الصلحاء، شرف الزھاد و العباد، ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب (۹)

شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ اپنی شرح لمعات التنقیح میں مشکاۃ المصابیح کے تعارف اور اس کی خصوصیات کے ذکر کے ذیل میں صاحب مشکوٰۃ کا ذکر خوبصورت انداز میں یوں کرتے:

الشیخ العالم العامل، السالک الناسک،الورع البارع، الفاضل الکامل، ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ العمری، الخطیب التبریزی، طیب اللہ ثراہ، وجعل الجنۃ مثواہ (۱۰)

ملا علی قاریؒ بھی مرقاۃ کے مقدمے میں آپ کو درج ذیل عمدہ القابات سے نوازتے ہیں

مولانا الحبر العلامۃ والبحر الفھامۃ مظھر الحقائق و موضح الدقائق الشیخ التقی النقی (۱۱)

آپ کی تاریخ وفات کے بارے میں قطعی طور پر تو معلوم نہیں لیکن اتنا معلوم ہے کہ آپ کی رحلت ۷۳۷ھ کے بعد ہوئی اور اسی سال آپ نے مشکوٰۃ المصابیح کی تکمیل کی۔ (۱۲)

مشکوٰۃ کا مقام و مرتبہ:

مشکوٰۃ المصابیح ایک جامع انتخاب ہے۔ اس میں قاری کو عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاقیات سے متعلقہ تمام موضوعات پر احادیث ملتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب مدارس اور جامعات سے لے کر لائبریریوں تک ہر جگہ کی زینت ہے اور مدارس میں بطور نصاب پڑھائی جاتی ہے۔ طلباء و عوام سے لے کر علماء و محققین تک سب اس سے استفادہ کرتے ہیں اور اس کے مقام و مرتبہ کو سراہتے ہیں جیسا کہ شیخ محقق عبد الحق محدث دہلویؒ (م۔۱۰۵۲ھ) مشکوٰۃ کی شرح لمعات التنقیح میں رطب السان ہیں:

وان کتاب مشکاۃ المصابیح... کتاب طیب مبارک، مصون عن الخلل والزلل، حافل شامل للاحادیث و الاثار المتعلقہ بالعلم و العمل،ولقد سعی رحمۃاللہ فی ترتیبہ و تھذیبہ و تنقیحہ وتصحیحہ بما لا یتصور المزید علی ذلک و یکفی للطالب فی حصول المطالب الدینیہ وادراک المقاصد الاخرویۃ (۱۳)

بے شک مشکوۃ المصابیح ایک پاکیزہ اور مبارک کتاب ہے جو کہ کمی کجی سے پاک ہے اور علم و عمل سے متعلقہ احادیث و آثار پر مشتمل ہے۔صاحب مشکوۃ نے اس کتاب کی ترتیب، تہذیب اور تصحیح میں جو کوشش کی اس سے زیادہ کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

حاجی خلیفہ مشکوۃ کا تعارف کرواتے ہیں اور اس کو ایک کامل کتاب لکھتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں

ان الشیخ ولی الدین ابا عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب کمل المصابیح و ذیل ابوابہ فذکر الصحابی الذی روی الحدیث عنہ وذکر الکتاب الذی اخرجہ منہ وزاد علی کل باب من صحاحہ وحسانہ الا نادرا فصلا ثالثا و سماہ مشکاۃ المصابیح فصار کتابا کاملا (۱۴)

بے شک شیخ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب نے کتاب المصابیح کو مکمل کیا اور جس صحابی سے حدیث مروی تھیں اس کا ذکر کیا اور جس کتاب سے وہ حدیث لی گئی اس کا ذکر کیا اور ہر باب میں صحیح اور حسن احادیث کا اضافہ کیا سوائے تیسری فصل کے اور اس کا نام مشکاۃ المصابیح رکھا پس یہ ایک مکمل کتاب ہو گئی ہے۔

شروح مشکوۃ:

مشکوۃ المصابیح کے مقام و مرتبہ کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کی تالیف سے لے کر آج تک ہر دور میں عرب و عجم میں عربی، فارسی اور اردو میں اس کی بے شمار شروحات لکھی گئی۔ جن میں سے اہم اور مشہور درج ذیل ہیں۔

۱۔الکاشف عن حقائق السنن : یہ مشکوۃ کی پہلی شرح ہے جسکو ولی الدین تبریزی کے شیخ حسن بن محمد الطیبیؒ (م۔ ۷۴۳ ھ) نے لکھا۔

۲۔منہاج المشکاۃ: یہ شرح عبدالعزیز بن محمد بن عبدالعزیز الابہریؒ (م۔ ۸۹۵ھ) نے کی۔

۳ فتح الالہ فی شرح المشکاۃ: مشکوہ کی یہ شرح امام ابن حجر الھیثمی المکی (م۔۹۷۴ھ) نے کی۔

۴۔مرقاۃ المفاتیح : علی بن سلطان محمد القاریؒ نے یہ مشہور شرح لکھی جو کہ سابقہ شروحات کی جامع ہے۔

۵۔اشعۃ اللمعات: فارسی زبان میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے چار جلدوں میں اس کی شرح کی۔

۶۔ **لمعات التنقیح فی شرح مشکاۃ المصابیح:** اشعۃ اللمعات کے بعد شیخ عبد الحقؒ نے اس کی عربی میں شرح کی۔

۷۔ **التعلیق الصبیح علی مشکوٰۃ المصابیح:** علامہ ادریس کاندھلویؒ نے اپنے شیخ سید انور شاہؒ کے حکم سے مشکوٰۃ کی یہ شرح کی۔

۸۔ **مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح:** مولانا ابو الحسن عبید اللہ رحمانی مبارک پوریؒ نے نو جلدوں میں اس کی شرح کی۔

۹۔ **مظاہر حق:** علامہ قطب الدین دہلویؒ نے اردو میں مشکوٰۃ کی یہ شرح کی۔

۱۰۔ **مراۃ المناجیح:** مفتی احمد یار خاں نعیمیؒ (۱۳۹۱ھ) نے طلباء، علماء اور عوام المسلمین کے لیے اردو میں یہ شرح لکھی۔

صاحب مرقاۃ کے حالات زندگی:

ملا علی قاریؒ کا نام علی، والد کا نام سلطان محمد تھا جیسا کہ آپ خود اپنی تصنیف الاسرار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ المعروف بالموضوعات الکبری میں رقمطراز ہیں:

فیقول خا دم الکلام القدیم، ولازم الحدیث القویم، علی بن سلطان محمد القاری (۱۵)

آپکی کنیت ابو الحسن اور لقب نور الدین تھا(۱۶) لیکن آپ ملا علی قاری کے نام سے زیادہ مشہور ہوئے۔ ملا فارسی زبان کا لفظ ہے جو فارسی بولنے والوں کے ہاں عالم کے لیے بولا جاتا ہے۔ چونکہ آپ قرءات میں امام تھے اس لیے قاری مشہور ہوئے۔ آپ کی ولادت خراسان کے اہم شہر ہرات میں ہوئی جبکہ آپکی تاریخ ولادت کے بارے میں کوئی حتمی سال معلوم نہیں لیکن اتنا ضرور ہے کہ آپ کی ولادت ۹۰۰ھ سے ۹۴۰ھ کے درمیان ہوئی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم ہرات میں حاصل کی۔ علم القراءۃ اور دیگر علوم علماء ہرات سے حاصل کیے۔ جب ہرات پر صفوی بادشاہ اسماعیل بن حیدر کا قبضہ ہوا تو اس نے اہل ہرات کو لوٹا اور قتل عام کا بازار گرم کیا جسکی وجہ سے وہاں کے لوگوں کو ہجرت کرنا پڑی جن میں آپ بھی شامل تھے۔ آپ نے وہاں سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ کو اپنا وطن بنایا جیسا کہ آپ اپنے رسالے سم القوارض فی ذم الروافض میں ذکر کرتے ہیں۔

الحمد للہ علی ما اعطانی من التوفیق و القدرۃ علی الھجر من دار البدع الی خیر دیار السنۃ التی ھی مھبط الوحی و ظھور النبوۃ و اثبتنی علی الا قامۃ من غیر حول منی ولا قوۃ (۱۷)

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے دار البدعت سے دیار سنت کی طرف ہجرت کرنے کی توفیق اور قدرت عطا کی۔ وہ جگہ جو وحی کے نازل ہونے اور نبوت کے ظاہر ہونے کی جگہ ہے اور اپنی قدرت سے مجھے اس جگہ ٹھہرنے پر ثابت قدم رکھا۔

مکہ مکرمہ میں آپ بہت نے بہت سے علماء و مشائخ سے استفادہ کیا۔ علم حدیث کے لیے آپ نے عطیہ السلمیؒ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا جبکہ قراءت کی سند شیخ سراج الدین عمر الیمنی الشواقیؒ سے حاصل کی۔ ان کے علاوہ شیخ شہاب الدین ابن حجر مکیؒ جیسی بلند پایہ ہستی بھی آپ کے مشائخ میں شامل تھی جن کا ذکر آپ مرقاۃ میں یوں کرتے ہیں

شیخنا العالم العلامة و البحر الفهامة شیخ الاسلام ومفتی الانام صاحب التصانیف الکثیره و التالیف الشهیرة مولانا و سیدنا و سندنا الشیخ شهاب الدین بن حجر المکی (۱۸)

آپک ے اساتذہ کی فہرست میں ابن حجر الھیثمی (م ۹۷۳)، علی الحنفی الھندی (۹۷۵ھ)، میر کلاں (م ۹۸۱)، عطیہ السلمی (۹۸۲ھ)، عبد اللہ السندی (۹۸۴ھ)، قطب الدین المکی (۹۹۰ھ)، احمد بن بدر الدین المصری (۹۹۲ھ)، محمد بن ابی الحسن البکری ۹۹۳ھ، سنان الدین الاماس (۱۰۰۰ھ) السید زکریا الحسنی جیسی ہستیاں شامل ہیں ۔ اسی طرح آپ کے تلامذہ میں نمایاں نام عبد القادر طبری (۱۰۳۳ھ)، عبد الرحمٰن المرشدیؒ (۱۰۳۷ھ)، شیخ محمد بن فروخ الموردی (۱۰۶۱ھ) اور سید معظم الحسینی البلخیؒ ہیں (۱۹)

آپؒ نے خط ثلث اور خط نسخ میں عبور حاصل کیا اور اپنی معاشی ضروریات پوری کرنے کے لیے آپ ہر سال قرآن پاک کا ایک نسخہ لکھتے اور اسے بیچ کر اپنی سال کی ضروریات پوری کرتے۔ آپ نے مختلف علوم مثلاً عقائد، تفسیر، حدیث، علوم الحدیث، فقہ، فضائل اور تصوف وغیرہ پر کتابیں اور رسائل لکھے جن کی مجموعی تعداد تقریباً ۱۳۳ کے قریب ہے جن میں اٹھارہ مطبوعہ اور تقریباً ۱۱۵ غیر مطبوعہ مخطوطات کی شکل میں مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔ (۲۰)

مرقاۃ المفاتیح کا تعارف:

مرقاۃ المفاتیح مشکوٰۃ کی ایک نمایاں اور اہم شرح ہے جس میں شرح حدیث کے ذیل میں عقائد، اعراب، لغوی اور صرفی و نحوی ابحاث، قصص، اشعار، امثال عرب، راویوں کا تعارف، استنباط احکام، فقہی آرا وغیرہ کو شامل کیا گیا ہے۔ صاحب مرقاۃ کے زمانے میں مشکوٰۃ المصابیح کے بے شمار نسخے موجود تھے جو سارے کے سارے مستند نہ تھے پس ملا علی قاریؒ نے یہ فیصلہ کیا کہ مشکوٰۃ المصابیح کے مستند نسخوں تک پہنچا جائے

چنانچہ آپ نے متعدد نسخے جمع کیے پھر ان مستند نسخوں سے ایک نیا نسخہ تیار کیا اور اس کو بنیاد بنا کر آپ نے اس کی ایک عمدہ شرح لکھنے کا ارادہ کیا جس میں الفاظ اور اس کے معانی پر سیر حاصل بحث کی جائے کیونکہ لوگوں کی ہمتیں کم ہو گیئں اور تحصیل علم میں ان کوششیں کمزور ہو چکی ہیں جیسا کہ آپ مرقاۃ کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

فلما حصلت هذه النسخة المزكوره و صححتها من النسخ المسطوره رايت ان اضبطهاتحت شرح لطيف على منهج شريف يضبط الفاظه مع مبانيه و يبحث عن روايا ته و معانيه فان همم اخوان الزمان قد قصرت و مجاهد تهم فى تحصيل العلوم لا سيما فى هذا الفن الشريف ضعفت (۲۱)

مرقاۃ سے پہلے مشکوٰۃ کی جو شروحات ہو چکی تھیں ان کے اکثر شارحین شافعی المسلک تھے جیسا کہ علامہ حسین بن محمد الطیبیؒ (م۔ ۷۴۳ھ)، شیخ شہاب الدین ابن حجر مکیؒ (م۔۹۷۳ھ)۔ چنانچہ ان شارحین نے فقہی مباحث میں ان دلائل کا ذکر کیا جن سے ان کے مسلک کو تقویت ملتی اور احناف کو اصحاب الرای کا نام دیا۔ ان حالات میں ملا علی قاریؒ نے مشکوٰۃ کی ایسی شرح کا ارادہ کیا جس میں کتاب و سنت سے فقہ حنفی کے دلائل کو واضح کیا جائے اور احناف پر معترضین کا جواب دیا جائے چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

وايضا من البواعث ان غالب الشراح كانوا شافعيه فى مطلبهم وذكروا المسائل المتعلقه بالكتاب على منهاج مذهبهم و استدلوا بظواهر الاحاديث على مقتضى مشربهم و سمو االحنفيه اصحاب الراى على ظن انهم ما يعملون بالحديث بل و لا يعملون الروايه و التحديث لا فى القديم و لا فى الحديث مع ان مذ هبهم القوى تقديم الحديث الضعيف على القياس المجرد الزى يحتمل التزيف نعم من رأى ثاقبهم((۲۲)

مرقاۃ المفاتیح کا مقام و مرتبہ:

مرقاۃ کی جملہ خوبیوں کی وجہ سے اس کو مشکوٰۃ کی تمام شروحات میں سے نمایاں مقام ملا اور بعد کے اکثر شارحین نے آپ سے استفادہ کیا اور مرقاۃ کے حوالوں سے نہ صرف شروحات کو مزین کیا گیا بلکہ دیگر کتب میں بھی اس کے حوالے دیے گئے۔ اس کی شہرت نہ صرف عرب بلکہ عجم میں بھی پھیل گئ ۔اس کے بلند مقام و مرتبہ کی وجہ سے علماء اس کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ چنانچہ حاجی خلیفہ اس کی جامعیت کو درج ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں

شرح عظيم ممزوج على المشكاة مسمى بالمرقاة فى اربعة مجلدات جمع فيه جميع الشروح والحواشى (۲۳)

''یہ مرقاۃ کے نام سے مشکوٰۃ کی ایک عظیم شرح ہے جو کہ چار جلدوں پر مشتمل ہے جس کے اندر تمام سابقہ شروحات اور حواشی کو جمع کر دیا گیا ہے۔''

علامہ محمد امین بن فضل اللہ المحبی (م۔۱۱۱۱ھ) مرقاۃ المفاتیح کو ملا علی قاریؒ کی سب سے بڑی اور اہم تصنیف گردانتے ہوئے لکھتے ہیں:

والف التاليف الكثيرة اللطيفة التادية المحتوية على الفوائد الجليله منهاشرحه على المشكاة فى مجلدات و هو اكبرها و اجلها(۲۴)

آپ نے بہت زیادہ عمدہ کتابیں لکھیں جو کہ عظیم فوائد پر مشتمل ہیں اس میں آپکی مشکوٰۃ کی شرح بھی ہے جو کہ دو جلدوں پر مشتمل ہے وہ ان سب تالیفات سے بڑی اور عظیم ہے۔

شیخ ادریس کاندھلوی اس کی جملہ خصوصیات کو ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

انه شرح لطيف على منهج شريف كافل لضبط الالفاظ مع المبانى و البحث عن الروايات مع المعانى جمع فيه جميع الشروح و الحواشى و استقصاها فلم يغادرصغيرة و لا كبيرة الا احصاها و ها انا معترف بانى اغترفت فى هذا التعليق من فضالته وما سريت ذلك المسرى الا بدلالته و هدايته (۲۵)

یہ ایک عمدہ شرح ہے جو کہ اعلی طریقے پر لکھی گئی ہے۔اس میں تمام شروحات اور حاشیوں کو جمع کر دیا گیا ہے اور ان سب کا احاطہ کیا گیا ہے اور چھوٹی بڑی کسی چیز کو بھی نہیں چھوڑا گیا اور میں اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے اپنی شرح میں اس سے استفادہ کیا ہے اور اسکی رہنمائی میں میں نے اپنی شرح کی۔

علامہ عبدالحکیم چشتی نے مرقاۃ کا ایک جامع مقدمہ لکھا جس میں اس کی خوبیوں کو یوں بیان کرتے ہیں:

و جمله القول ان المولى على القارى اتى فيه ببيان شاف فى مسائل الخلاف و انصف غاية الانصاف ليسهل معه فهم معانى الحديث بقدر الامكان و اجاد فيه كل الاجاده و بلغ غاية فى الاحسان والافادة فى التحقيق و الاستدلال بحثاً و نقداً (۲۶)

اور مختصراً ملا علی قاری اس میں اختلافی مسائل میں شافی بیان لائے ہیں اور انتہائی انصاف کیا ہے تاکہ اس کے ساتھ ساتھ ممکن حد تک حدیث مبارکہ کے معانی کا فہم بھی آسان ہو جائے اور اس میں بھرپور محنت کی اور تحقیق یہ استدلال میں انتہائی حد تک پہنچے۔

مزید آگے لکھتے ہیں

وعندی هوانفع و امتع کتاب فی شرح الحدیث و کتاب ضخم لیس فی کتب الشروح لمشکوۃ المصابیح المطبوعۃ ما یساویہ بحثا و استدلالا و تحقیقاً و تنقیحاً جمع فیہ و اوعی واتی بالمقاصد ووفی۔ وھذا الکتاب وحدہ یکفل لک ملکۃ حسنۃ فی فھم الحدیث ان کنت شدید الالمام بہ فلا غنی للمحدث و الفقیہ عنہ ولذالک شاع الانتفاع بہ فی العالم الاسلامی (۲۷)

اور میرے نزدیک یہ حدیث کی شرح میں سب سے مفید اور ضخیم کتاب ہے۔ مشکوٰۃ المصابیح کی مطبوعہ شروحات میں سے کوئی بھی بحث، استدلال، تحقیق اور تفتیش کے لحاظ سے اس کے ہم پلہ نہیں۔ اگر آپ کو حدیث پاک کے شدید فہم کی ضرورت ہے تو یہ اکیلی کتاب ہی آپ کے لیے حدیث پاک کے فہم کے ملکہ کے لیے کافی ہے۔

اس لیے کوئی محدث اور فقیہ اس سے مستغنی نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ پورے عالم اسلام میں اس سے فائدہ اٹھایا گیا۔

مرقاۃ کا اسلوب شرح حدیث اور خصوصیات:

صاحب مرقاۃ چونکہ ایک متبحر عالم اور محدث تھے لہذا ان کی مختلف علوم پر دسترس تھی جس کا اندازہ مرقاۃ کے مطالعے سے ہوتا ہے۔ آپ شرح حدیث کے دوران سب سے پہلے نئی کتاب اور اس کے ذیلی ابواب کا تعارف کرواتے ہیں۔ اس کے بعد پہلی دفعہ راوی کا نام آنے پر اس کا تفصیلی تعارف کرواتے ہیں پھر حدیث مبارکہ کی شرح کرتے ہوئے غریب اور مشکل الفاظ کی وضاحت کرتے ہیں اور حدیث مبارکہ میں وضاحت طلب امور کو بیان کرتے ہیں۔ شرح کرتے ہوئے آپ قرآنی آیات، دیگر احادیث مبارکہ، قصص، امثال عرب اور اشعار سے شرح کو مزین کرتے ہیں۔ ساتھ ساتھ لغوی ابحاث بھی کرتے ہیں اور قواعد و صرف و نحو سے معانی و مفہوم پر استدلال کرتے ہیں۔ جہاں کہیں فقہی ابحاث ہوتی ہیں وہاں فقہی آراء کا ذکر کرتے ہیں۔ ساتھ ساتھ فقہ حنفی کے مستدلات کا ذکر بھی کرتے جاتے ہیں۔ فقہی ابحاث میں دیگر فقہاء کے استنباط ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ خود بھی مختلف احکام کا استنباط کرتے ہیں۔ احادیث کے مابین تعارض کی صورت میں اس تعارض کو جمع و تطبیق، ترجیح اور تنسیخ کے ذریعے رفع کرتے ہیں۔ آپ چونکہ تصوف سے بھی شغف رکھتے تھے لہذا مختلف مقامات پر صوفیانہ ابحاث بھی کرتے ہیں اور تصوف کے مختلف نکات بیان کرتے ہیں۔ آپ نے چونکہ مکہ مکرمہ میں زیادہ وقت گذارا لہذا وہاں کے

دینی واجتماعی معاملات کا بھی ذکر کرتے ہیں اور روزمرہ زندگی میں ہونے والے تغیرات کا بھی ذکر کرتے ہیں۔اب ان میں سے کچھ چیزوں کی ذیل میں الگ الگ وضاحت کی جاتی ہے۔

ا۔ راوی کا تعارف:

صاحب مرقاۃ شرح حدیث کے دوران پہلی دفعہ راوی کا مکمل تعارف کرواتے ہیں جس میں اس سے متعلق تفصیلی بحث کرتے ہیں جیسا کہ حضرت انس سے مروی درج ذیل پہلی حدیث مبارکہ

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وو لدہ و الناس اجمعین (۲۸)

درج بالا حدیث مبارکہ میں ملا علی قاریؒ حضرت انس کا تفصیلی تعارف کرواتے ہوئے سب سے پہلے ان کا نسب بیان کرتے ہیں کہ آپ انس بن مالک بن نضر انصاری خزرجی اور نجاری ہیں اور مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد دس سال تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی۔ ہجرت مدینہ کے وقت حضرت انس کی عمر مبارک دس سال تھی۔ ان کی والدہ ان کو لے کر رسول پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپکا خادم حاضر ہے اس کے لیے دعا فرمائیں تو آپ ﷺ نے دعا کرتے ہوئے فرمایا اللھم بارک فی مالہ وولدہ واطل عمرہ واغفر ذنبہ۔ صاحب مرقاۃ آپ کا تعارف کرواتے ہوئے مزید لکھتے ہیں کہ آپ سو سال یا اس سے بھی زیادہ عرصہ حیات رہے اور آپ بصرہ میں وفات پانے والے آخری صحابی تھے آپ کی وفات ۹۳ھ میں ہوئی۔ آپ حضرت عمر کی خلافت میں بصرہ منتقل ہوئے۔ آپ کی کنیت ابو حمزہ تھی۔ (۲۹)

ii۔ وعن سفینہ قال کنت مملوکا لام سلمۃ فقالت ا عتقک و اشترط علیک ان تخدم رسول اللہ ﷺ(۳۰)

درج بالا حدیث مبارکہ میں راوی حدیث حضرت سفینہ کا تعارف کرواتے ہوئے ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے غلام تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ ام سلمہ کے غلام تھے۔ انہوں نے آپ کو اس شرط پر آزاد کیا کہ وہ جبتک زندہ رہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت کرتے رہیں گے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ سفینہ آپ کا لقب تھا جبکہ ایک قول کے مطابق آپ کا نام رباح لیکن دیگر اقوال کے مطابق مہران یا رومان تھا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کا تعلق فارس سے تھا۔ آپ

کے نام سفینہ کی وجہ تسمیہ کو بیان کرتے ہوئے صاحب مرقاۃ لکھتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ نبی کریم ﷺ سفر میں تھے اور آپ بھی ساتھ تھے۔ پس ایک آدمی تھک گیا تو اس نے اپنی تلوار اور نیزہ وغیرہ آپ پر ڈال دیا تو انہوں نے بہت سی چیزوں کو اٹھالیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا انت سفینہ۔ آپ سے آپکے بیٹوں عبدالرحمٰن، محمد، زیاد اور کثیر نے روایت کیا ہے۔(۳۱)

۲۔ غریب اور مشکل الفاظ کی وضاحت:

ملا علی قاریؒ کی لغت اور اعراب پر گہری نظر تھی لہذا حدیث مبارکہ میں جہاں بھی کوئی مشکل یا غریب لفظ آتا آپ اسکو واضح فرماتے مثال کے طور پر درج ذیل حدیث مبارکہ

لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک (۳۲)

درج بالا حدیث مبارکہ میں خلوف کا لفظ غریب اور مشکل ہے۔ آپ اس کی وضاحت کرتے ہوئے سب سے پہلے اس کے اعراب کو واضح کرتے ہیں کہ اسکی ابتدا میں لام تاکید ہے اور لفظ خاء پر ضمہ آے گا اس کے بعد اس کے معنی کی وضاحت کرتے ہیں کہ اس کا معنی ہے منہ کی بو۔ مزید کہتے ہیں کہ کچھ نے خاء پر فتح کہا پھر امام خطابیؒ کے حوالے سے کہتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے۔

بفتح لام الابتداء تاکیدا و بضم الخاء المعجمة من خلف فمه اذاتغیر راءحة فمه خلوفا با لضم لا غیر قال الزرکشی ومنهم من فتحالخاء قال الخطابی وهو خطاء ای ما یخلف بعد الطعام فی فم الصائم من راءحة کریهة بخلاف المعتاد(۳۳)

۳۔ آیات قرآنیہ سے وضاحت:

صاحب مرقاۃ شرح کے دوران معنی و مفہوم یا کسی بھی پہلو کی وضاحت کے لیے آیات قرآنیہ بھی ذکر کرتے ہیں جیسا کہ باب الحج کی تفصیلی حدیث مبارکہ جس میں آپ ﷺ کی حج کی ادائیگی کی تفصیل بیان کی گئی ہے اس کے ایک درج ذیل جملے

حتی اتی بطن محسر (۳۴)

میں لفظ محسر کی وضاحت کرتے ہیں اور سورہ الملک کی آیت کو توضیح کے لیے لاتے ہوئے لکھتے ہیں:

بكسر السين المهملة المشددة و هو ما بين مزدلفة و منى و التحسر الاعياء و منه قوله تعالىٰ ينقلب اليک البصر خاسا وهو حسير سمى بذالک لان فيل اصحاب الفيل حسر فيه اى اعيا(۳۵)

۴۔ دیگر احادیث سے وضاحت:

شرح کے دوران جسطرح صاحب مرقاۃ آیات سے مختلف پہلوؤوں کی وضاحت کرتے ہیں اسی طرح وضاحت میں آپ دیگر احادیث مبارکہ بھی ذکر کرتے ہیں تاکہ وہ پہلو مزید نکھر جائے مثلاً باب اعلان النکاح کی فصل اول میں درج ذیل روایت:

قال رسول الله ﷺ لا تسال المراة طلاق اختها(۳۶)

میں اخت کی وضاحت کرتے ہوئے کہ آیا اس سے مراد دینی بہن ہے یا سگی بہن دوسری روایت اس کی وضاحت میں ذکر کرتے ہیں ہوئے کہتے ہیں اس سے مراد دینی بہن ہے یا یہ کہ سب عورتیں حضرت آدم وحوا کی بیٹیاں ہیں۔ اس کی طرف مائل ہو اور اس پر نرمی کرے۔

اور آپ ﷺ نے (سوکن) کو اخت کا عنوان اس لیے دیا کہ وہ عورت اپنی سوکن سے نرمی کا معاملہ کرے اور اس خصلت کو برا ہی جانے جس کا ذکر حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے مومن بھائی کے لیے ہو پسند نہ کرے تو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔

(طلاق اختها) اى ضرتها يعنى اختها فى الدين او لكونهما من بنات آدم و حواء وسما ها اختا لتميل اليها و تحن عليها و استقباحا للخصلة المنهى عنها لما ورد من قوله ﷺ لا يومن احدكم حتى يحبلاخيه ما يحب لنفسه (۳۷)

۵۔ قصص سے وضاحت:

قصص کے ذریعے کسی بات کو سمجھانا قرآنی و نبوی طریقہ ہے۔ ملا علی قاریؒ شرح حدیث کے دوران بعض مواقع پر کسی پہلو کی وضاحت کرتے ہوئے واقعہ بھی بیان کرتے ہیں۔ مثلاً درج ذیل حدیث مبارکہ

اذا دخل المسجد كانت الصلاة تحبسه وزاد فى دعاء الملائكه اللهم اغفر له الهم تب عليه مالم يوذ فيه مالم يحدث فيه (۳۸)

درج بالا حدیث مبارکہ کی شرح کے دوران دیگر امور کے ساتھ ساتھ آپ جاء فی بعض الحکایات لکھ کر ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک غلام نے اپنے مالک سے مسجد میں داخل ہونے اور نماز پڑھنے کی اجازت طلب کی تو اس کو مالک نے اجازت دے دی۔ پس وہ مالک مسجد کے باہر کھڑے ہو کر اپنے غلام کا انتظار کرنے لگا۔ جب غلام نے دیر کر دی تو اس نے کہا کہ باہر نکلو تو غلام نے کہا کہ مجھے کوئی نکلنے نہیں دے رہا تو مالک نے پوچھا وہ کون ہے تو غلام نے کہا وہی جو تم کو داخل نہیں ہونے دے رہا۔ (۳۹)

اسی طرح کتاب القصاص میں حدیث مبارکہ کی شرح کے دوران اخلاص و نیت کے حوالے سے حضرت علی المرتضیٰ کا واقع بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی نے ایک کافر پر غلبہ پایا اور اس کے سینے پر سوار ہو گے تا کہ اس کی گردن کاٹ دیں تو کافر نے آپ پر تھوک دیا تو جناب امیر اس کے سینے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کافر نے آپ سے قتل پر قدرت پانے کے باوجود چھوڑنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ تم نے جو غلط حرکت کی تو اس سے میرے نفس نے بھی حرکت کی تو میں ڈرا کہ کہیں میں تم کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی بجائے نفس کے غضب کی وجہ سے نہ قتل کر بیٹھوں۔ تو کافر آپکی اچھی نیت اور خلوص سے مسلمان ہو گیا۔ (۴۰)

٦۔ کلام شعراء سے استدلال:

ملا علی قاریؒ عربی شاعری سے بھی کافی شغف رکھتے تھے یہی وجہ ہے کہ شرح حدیث کے دوران آپ لبید، زہیر، ابن رواحہ، عارف ابن الفارض، الجزری وغیرہ کے اشعار سے استفادہ کرتے ہیں۔

باب الحب فی اللہ و من اللہ میں درج حدیث مبارکہ جو کہ حضرت انس سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ متی الساعۃ تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا

ما اعددت لها قال ما اعددت لها الا انی احب الله و رسوله قال انت مع من احبب (۴۱)

درج بالا حدیث مبارکہ کی شرح کرتے ہوئے ملا علی قاریؒ انت مع من احببت کے تحت وضاحت کرتے ہیں کہ وہ شخص جس سے محبت کرتا ہو گا اسی کے زمرے میں شامل ہو گا۔ اس کے بعد آپ سچی علامت محبت زکر

کرتے ہیں کہ محب اپنے محبوب کے امر کو اختیار کرے اور نہی سے بچے۔اس کے بعد اس پہلو کو مزید واضح کرنے کے لیے رابعہ العدویہ کا درج ذیل شعر لاتے ہیں

تعصی الاله وانت تظهر حبه
هذا لعمری فی القیاس بدیع
لو کان حبک صادقا لاطعته
ان المحب لمن یحب مطیع

تم اللہ کی نافرمانی کو اختیار کیے ہوئے ہو حالانکہ اس کی محبت کا دم بھرتے ہو۔اپنی جان کی قسم یہ چیز قیاس میں انوکھی ہے۔اگر تمہاری محبت سچی ہوتی تو یقیناً تم اس کی اطاعت کرتے کیونکہ محبت کرنے والا اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے (۴۲)

۷۔سابقہ شارحین وآئمہ کے اقوال:

ملا علی قاریؒ شرح حدیث کے دوران اپنے موقف اور نقطہ نظر کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ سابقہ شارحین اور آئمہ حدیث مثلاً امام نوویؒ، قاضی عیاضؒ، علامہ طیبیؒ، علامہ ابہریؒ اور شیخ ابن حجر مکیؒ کے اقوال بھی ذکر کرتے ہیں جیساکہ درج زیل حدیث مبارکہ میں ہے

ما اصر من استغفر و ان عاد فی الیوم سبعین مرة (٤٣)

اس حدیث مبارکہ میں لفظ سبعین مرۃ کی وضاحت کرتے ہوئے علماء مصر،ابن الملک،اور امام ابن حجر کے حوالے سے یوں لکھتے ہیں

ظاهره التکثیر و التکریر قال بعض علمائنا المصر هو الذی لم یستغفر و لم یندم علی الذنب و الاصرار علی الذنب اکثاره و قال ابن الملک الاصرار الثبات و الدوام علی المعصیة یعنی الذنوب وما ورد فی الحدیث من انه لا صغیرة مع الاصرار ولا کبیرة مع الاستغفار فقد قیل حد الاصرار ان یتکرر منه الصغیرة تکرارا وقال ابن حجر یحتمل ان یراد بالاستغفار التوبة(۴۴)

۸۔اعرابی اور صرفی نحوی بحثیں:

ملا علی قاریؒ کو اعراب اور عربی لغت پر کامل عبور تھا یہی وجہ ہے کہ مرقاۃ المفاتیح میں جابجا اعرابی اور صرفی نحوی بحثیں ملتی ہیں جو کثرت کی وجہ سے بعض دفعہ قاری کے لیے ثقل کا باعث بھی بنتی

ہیں جیسا کہ باب رویة الله تعالی کی فصل ثالث کی درج ذیل حدیث مبارکہ

عن ابی ذر قال سالت رسول الله ﷺ هل رایت ربک قال نور انی اراہ (۴۵)

درج بالا حدیث مبارکہ کی شرح کرتے ہوئے صاحب مرقاۃ لکھتے ہیں کہ اس حدیث مبارکہ میں دو روایتوں کے اختلاف کی وجہ سے رویت کا اثبات اور انکار کرنے والے دونوں کے لیے دلیل ہے۔ اس کے بعد لفظ انی پر اعرابی و صرفی نحوی بحثیں کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ ہمزہ کے فتح اور نون مفتوحہ کی تشدید کے ساتھ بیان کیا گیا ہے پس یہ علی سبیل انکار استفہام ہوگا اور یہ نون کے کسرہ کے ساتھ بھی روایت کیا گیا ہے۔ اس صورت میں یہ رویت ثابت کرنے والوں کی دلیل ہوگا۔ اور یہ حال سے ماضی کی حکایت ہوگی۔ اس کے بعد امام احمدؒ، علامہ طیبیؒ اور امام نوویؒ کے حوالے سے مزید بحث کو یوں آگے بڑھاتے ہیں

وقال الامام احمد فی قوله نور انی اراه بتشد ید النون یعنی علی طریق الایجاب قال الطیبی رحمه الله اراد لیس الا ستفهام علی معنی الانکار المستفید للنفی بل للتقریر المستلزم للایجاب ای نور حیث اراه قال النووی رحمه الله وفی الروایة الاخری رایت نورا اما قوله نور انی اراه فهو بتنوین نور و بفتح الهمزه فی انی و تشدید النون المفتوحه(۴۶)

۹۔ امثال عرب سے استدلال:

صاحب مرقاۃ احادیث مبارکہ کی شرح کرتے ہوئے کسی پہلو میں مزید نکھار کے لیے کچھ جگہوں پر ادبی نصوص میں سے امثال عرب سے بھی استدلال کرتے ہیں جیسا کہ کتاب اسماء اللہ تعالی کی فصل ثانی کی پہلی حدیث مبارکہ جس میں اللہ تعالی کے ناموں کا ذکر ہے۔ اس میں ایک نام المحصی کی شرح کرتے ہوئے آپ قاری کو نصیحت کرتے ہیں کہ تم ایک لمحہ بھی غفلت میں نہ پڑنا اور تیرا ہر سانس اطاعت میں گزرے۔ اس کے بعد حدیث مبارکہ ذکر کرتے ہیں کہ جیسا کہ وارد ہے کہ اہل جنت کسی چیز پر افسوس نہیں کریں گے سوائے اس لمحے کے جس میں انہوں نے اللہ تعالی کا ذکر نہیں کیا۔ اس حدیث مبارکہ کو ذکر کرنے بعد آپ درج ذیل امثال عرب لاتے ہیں۔

الدنیا ساعة فاجعلها طاعة

اس کے بعد مزید شرح کرتے ہیں اور آخر میں درج ذیل مزید امثال لاتے ہیں۔

لا انفس من الوقت اذما من نفیس غیرہ الا ویمکن تحریفہ بخلافہ

وقت سے زیادہ نفیس اور عمدہ کوئی چیز نہیں۔ اس لیے کہ وقت کے علاوہ کوئی ایسی نفیس چیز نہیں کہ جس کا عوض لانا ممکن نہ ہو۔

الوقت سیف قاطع وقت کاٹنے والی تلوار ہے

الوقت کا لسیف ان لم تقطعہ قطعک۔ ان لم تقطعہ بالعبادہ قطعک بابطالہ(۴۷)

۱۰۔ صوفیانہ وعارفانہ بحثیں:

ملا علی قاریؒ تصوف سے بھی خاصہ شغف رکھتے تھے جسکا اندازہ مرقاۃ کا قاری بخوبی کر سکتا ہے کہ کس طرح آپ موقع و محل کی مناسبت سے مختلف مقامات پر صوفیانہ وعارفانہ بحثیں کرتے ہیں جیسا کہ حدیث مبارکہ کے درج ذیل الفاظ

ثم حبب الیہ الخلاء (۴۸)

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ کی شرح میں آپ تصوف کے ایک اہم رکن خلوت پر بحث کرتے ہیں اور خلوت کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے امام نوویؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ خلوت صالحین اور عارفین کی شان ہے۔ اس کے بعد امام خطابیؒ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کو خلوت سے محبت ہوئی کیونکہ اس سے دل کو فراغت ملتی ہے اور یہ تفکر پر مددگار ہے اور اس سے دل کو خشیت ملتی ہے اور اخلاص سے خلوت اختیار کرنے والے کو اللہ تعالی کیطرف سے فتوحات حاصل ہوتی ہیں جس سے اس کو خلوت سے انس حاصل ہوتا ہے۔ اس کا دل غیب کے نور سے چمکتا ہے یہاں تک کہ نفس کی تاریکی ختم ہو جاتی ہے اور خلوت کو دین کی سلامتی کے لیے اختیار کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ اسمیں اختلاف ہے کہ خلوت وعزلت اور جلوت واختلاط میں سے کونسی چیز افضل ہے تو صحیح یہ ہے کہ ہر ایک کی اپنی شرائط ہیں جن کا اس کے موقع و محل کے اعتبار کے لحاظ سے اعتبار کیا جاتا ہے (۴۹)

۱۱۔ فقہ حنفی کے مستدلات کا بیان:

مرقاۃ المفاتیح کی تالیف کے مقاصد میں سے ایک مقصد یہ بھی تھا کہ فقہ حنفی کے مستدلات کو بیان کیا جائے۔ کیونکہ سابقہ شارحین مشکوٰۃ نے صرف فقہ شافعی کے دلائل کو واضح کیا اور احناف کو اصحاب رائے کا نام دیا۔ چنانچہ آپ ان احادیث کی شرح کے ذیل میں جہاں فقہی مسائل کا بیان ہوتا ہے باقی فقہا کے موقف کو بھی بیان کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ احناف کے موقف اور مستدلات کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ جیسا کہ باب الامامہ کی فصل ثانی کی حدیث مبارکہ جو کہ حضرت عمر بن سلمہ سے مروی ہے جس میں وہ بچپن میں اپنے والد کے ساتھ نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کو بیان کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے ارشادات کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

فاذا حضرت الصلوٰۃ فلیوذن احدکم فلیومکم اکثرکم قرآنا فنظروا فلم یکن احد اکثر قرآنا منی۔(۵۰)

درج بالا حدیث کی شرح کرتے ہوئے آخر میں آپ بچے کی امامت کے حوالے سے سب سے پہلے فقہا کے اقوال ذکر کرتے ہیں کہ امام شافعیؒ لڑکے کی امامت کے جواز میں اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور امام مالک اور امام احمد کہتے ہیں کہ جائز نہیں۔ امام ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے۔ البتہ نفل نماز کے بارے میں آپ کے اصحاب میں اختلاف ہے۔ چنانچہ بلخ کے مشائخ نفل نماز میں نابالغ لڑکے کی امامت کے جواز کے قائل ہیں اور اسی پر ان کا عمل ہے نیز مصر اور شام میں اسی پر عمل ہے۔ ان کے علاوہ دیگر علماء نے نفل نماز مین بھی نابالغ لڑکے کی امامت کو جائز قرار نہیں دیا چنانچہ علماء ماوراء النہر کا عمل اسی پر ہے۔ ملا علی قاریؒ فقہا کے اقوال کو ذکر کرنے کے بعد احناف کے موقف کو ترجیح دیتے ہوئے ان کے دلائل بیان کرتے ہیں لہذا اس حوالے سے حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس کے اقوال ذکر کرتے ہیں کہ چونکہ نابالغ کی نماز نفل ہے لہذا فرض نماز پڑھنے والے کے لیے جائز نہیں کہ وہ اسکی اقتدا کرے۔ آخر میں عمرو بن سلمہ کی امامت کے حوالے سے کہتے ہیں کہ ان کی امامت بنی پاک ﷺ کے ارشاد کی بنا پر نہیں تھی بلکہ یہ ان کی قوم کے لوگوں کا اپنا اختیار تھا۔(۵۱)

خلاصہ البحث:

مرقاۃ المفاتیح، شروح کتب حدیث میں جامعیت ابحاث کے باعث منفرد اور ممتاز مقام رکھتی ہے۔ چونکہ ملا علی قاری، امام منصور ماتریدی کے طریقہ پر کاربند تھے، اسی لیے معاصر سلفی حلقوں میں اس کتاب کو وہ اہمیت نہیں دی گئی جس کی یہ مستحق تھی۔ ظاہر ہے کہ کسی مصنف کا کسی مسلم طریقہ پر کاربند ہونا اور فقہ و عقیدہ میں کسی معین امام کی پیروی کرنا کوئی عیب نہیں بلکہ ایک گونہ فطری امر ہے۔ اس ے بنیاد بنا کر کسی مصنف کی کتاب کو کم حیثیت نہیں کہا جا سکتا۔

سطور بالا میں مرقاۃ المفاتیح کی چیدہ چیدہ خصوصیات کا مع امثلہ ذکر کیا گیا ہے مشکوۃ المصابیح کی دیگر شروح کے مقابلے میں مرقاۃ کی اصل اہمیت یہ ہے کہ ملا علی قاری نے شرح حدیث کے کسی پہلو کو نہیں چھوڑا۔ یہ کتاب ماقبل کی جامع اور مابعد کا ماخذ ہے۔ شیخ عبد الحق محدث دہلویؒ ہوں یا مولانا ادریس کاندھلوی، مولانا عبید اللہ رحمانی ہوں یا نواب قطب الدین، سبھی نے اپنی شروح کو مرقاۃ کے حوالوں سے مزین کیا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ سعیدی، علامہ غلام رسول، تذکرۃ المحدثین، لاہور: فرید بک سٹال، ۱۹۷۷ء، ص ۳۳، ۳۴۔

۲۔ سعید محمد اللحام ، مقدمہ شرح السنہ، بیروت: دار الفکر، ۲۰۰۵ء، ج ا، ص ۵۔ ۷۔

۳۔ التبریزی، محمد بن عبد اللہ ، مشکاۃ المصابیح، کراچی: دار الاشاعت، ج ا، ص ۱۷، ۱۸۔

۴۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی، اشعۃ اللمعات، لاہور: فرید بک سٹال، ۱۴۰۱ھ، ج ا۔ ص ۱۷۹،۱۷۸

۵۔ الطیبی، حسین بن عبد اللہ، الکاشف عن حقائق السنن، مکہ مکرمہ: مکتبہ نزار مصطفیٰ، ج ۲، ص ۳۶۸

۶۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی، لمعات التنقیح، لاہور: مکتبہ المعارف العلمیہ، ج ا، ص ۱۴۔

۷۔ الزرکلی، خیر الدین، الاعلام، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ج ۷ ص ۱۱۲۔

۸۔ التبریزی، محمد بن عبد اللہ، الاکمال فی اسماء الرجال، ریاض: مکتبہ التوبہ، ص ۲۶۷۳۔

۹۔ الطیبی، ، الکاشف عن حقائق السنن، ج ۲، ص ۳۶۸

۱۰۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی، لمعات التنقیح، ج ا، ص ۱۴۔

۱۱۔ ملا علی القاری، مرقاۃ المفاتیح، ملتان: مکتبہ امدادیہ، س ن، ۱/ ۲۔

۱۲۔ الزرکلی، الاعلام، ج ۷، ص ۱۱۲۔

۱۳۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی، لمعات التنقیح، ج ا، ص ۱۴۔

۱۴۔ حاجی خلیفہ، مصطفیٰ بن عبد اللہ، کشف الظنون، بغداد: مکتبہ المثنی، ج ۲، ص ۱۶۹۹۔

۱۵۔ ملا علی القاریؒ، الاسرار المرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ المعروف بالموضوعات الکبری، بیروت: دار الامانۃ ، ۱۹۷۱ء، ص ا۔

۱۶۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج ۲، ص ۱۷۰۰۔

۱۷۔ ملا علی قاریؒ، سم القوارض فی ذم الروافض، ص ا

۱۸۔ ملا علی القاری، مرقاۃ المفاتیح، ج ا، ص ۲۷۔

۱۹۔ شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ، مقدمہ مشکوٰۃ المصابیح، ریاض: مکتبہ التوبہ، ج ا، ص ۱۵، ۱۴۔

۲۰۔ شیخ محمد عبد الحلیم بن محمد عبد الرحیم، البضاعۃ المزجاۃ لمن یطالع المرقاۃ فی شرح المشکاۃ، ملتان: مکتبہ امدادیہ، س ن، ص ۹۱ ۔

۲۱۔ ملا علی القاری، مرقاۃ المفاتیح، ج ا، ص ۳۔

۲۲۔ محولہ بالا

۲۳۔ کشف الظنون، ج ۲، ص ۱۷۰۰

۲۴۔ المحبی، محمد امین بن فضل اللہ، خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر، بیروت: دار صادر، ج ۳ ص ۱۸۵

۲۵۔ کاندھلوی، شیخ محمد ادریس، التعلیق الصبیح علی مشکوۃ المصابیح، لاہور: مکتبہ عثمانیہ، ج ۱، ص ۶۔

۲۶۔ البضاعۃ المزجاۃ، ص ۸۵۔

۲۷۔ محولہ بالا

۲۸۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر (صحیح البخاری)، دمشق: دار طوق النجاۃ، طبع اول ۱۴۲۲ ھ، حدیث نمبر ۱۵ ج ۱، ص ۱۲۔

۲۹۔ مرقاۃ المفاتیح، ج ۱، ص ۷۳۔

۳۰۔ ابوداود، سلیمان بن الاشعث بن اسحاق الازدی، بیروت: المکتبہ العصریہ، حدیث نمبر ۳۹۳۲، ج ۴، ص ۲۲۔

۳۱۔ مرقاۃ المفاتیح، ج ۴، ص ۲۳۲۔

۳۲۔ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، دار احیاء الکتب العربیہ، حدیث نمبر ۱۶۳۸، ج ۱، ص ۵۲۵۔

۳۳۔ مرقاۃ، ج ۴، ص ۲۳۲۔

۳۴۔ ابو بکر بن ابی شیبہ، مصنف ابن ابی شیبہ، ریاض: مکتبہ الرشد، طبع اول، حدیث نمبر ۱۴۷۰۵، ج ۳، ص ۳۳۴۔

۳۵۔ مرقاۃ، ج ۵، ص ۳۰۲۔

۳۶۔ مالک بن انس بن مالک الاصبحی، موطا امام مالک،، بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۶ھ حدیث نمبر ۷، ج ۲، صفحہ ۹۰۰۔

۳۷۔ مرقاۃ، ج ۶، ص ۲۱۱۔

۳۸۔ صحیح ابن خزیمہ، ابو بکر محمد بن اسحاق خزیمہ النیشاپوری، بیروت: المکتب الاسلامی، حدیث نمبر ۱۵۰۴، ج ۲، ص ۳۸۰۔

۳۹۔ مرقاۃ، ج ۲، ص ۱۹۷۔

۴۰۔ مرقاۃ، ج ۷، ص ۵۱۔

۴۱۔ محمد بن عیسی ترمذی، سنن ترمذی، بیروت: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء، حدیث نمبر ۲۳۸۵، ج ۴، ص ۱۷۳۔

۴۲۔ مرقاۃ، ج ۹، ص ۲۵۰

۴۳۔ ابو یعلی، احمد بن علی بن المثنی الموصلی، دمشق: دار المامون للتراث، ۱۴۰۴، حدیث نمبر ۱۳۷، ج ۱، ص ۱۲۴۔

۴۴۔ مرقاۃ، ج ۵، ص ۱۳۵

۴۵۔ احمد بن محمد بن حنبلؒ، مسند احمد، موسسۃ الرسالۃ، ج۔۴، ص ۳۵۳

۴۶۔ مرقاۃ، ج ۱۰، ص ۳۴۸

۴۷۔ مرقاۃ، ج ۵، ص ۹۳

۴۸۔ الحاکم، محمد بن عبداللہ بن محمد النیشاپوری، المستدرک علی الصحیحین، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ج ۳، ص ۲۰۲

۴۹۔ مرقاۃ المفاتیح، ج ۱۱، ص ۱۰۶

۵۰۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دمشق: دار طوق النجاۃ، ج ۱، ص ۱۲۸

۵۱۔ مرقاۃ المفاتیح، ج ۳، ص ۸۹